

Registerd — L. 5449

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۰) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے۔ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۷ء جلد (۳۵)

ایڈیٹوریل کے دفتر

طاعونی اموات کی تعداد کے نقشہ سے یعنے از شروع سال سنہ ۱۸۹۶ء تا النہایت سنہ ۱۹۰۶ء جو حال ہی میں شائع ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہلک وبانے ہندوستان میں کیا ہی غضبناک ستم ڈھایا ہے۔ تعداد اموات طاعون کی تفصیل اپریل سنہ ۱۹۰۶ء تک حسب ذیل ہے ؛

سال	تعداد اموات
سنہ ۱۸۹۶ء	۱۹۰۴
سنہ ۱۸۹۷ء	۵۶۰۰۰
سنہ ۱۸۹۸ء	۱۱۸۰۰۰
سنہ ۱۸۹۹ء	۱۳۵۰۰۰
سنہ ۱۹۰۰ء	۹۳۰۰۰
سنہ ۱۹۰۱ء	۲۷۴۰۰۰
سنہ ۱۹۰۲ء	۵۷۷۰۰۰
سنہ ۱۹۰۳ء	۸۵۱۰۰۰
سنہ ۱۹۰۴ء	۱۰۲۲۰۰۰

سال	تعداد اموات
سنہ ۱۹۰۵ء	۹۵۱۰۰۰
سنہ ۱۹۰۶ء	۳۳۲۰۰۰

یعنے دس سال کی اموات ۴۲۱۱۲۴۴ ہوئیں۔ تعداد گھٹتی بڑھتی رہی لیکن سنہ ۱۹۰۷ء یقیناً اپنے سب ماسبق سالوں سے تعداد اموات میں گوئے سبقت لیگیا ہے کیونکہ اس کے صرف ایک ہفتہ کی اموات کی کیفیت جو گذشتہ ہفتہ میں ہوئی بے حد ہولناک ہے یعنی قریب ۸۰۰۰۰ جسمیں سے ۵۶۰۰۰ سے زیادہ اموات پنجاب میں واقع ہوئیں۔ واقعی کئی گھروں میں تالے لگ گئے ہیں اور کئی ایک شہروں میں واقعی اُلّو بول رہے ہیں اور کئی ایک خاندان کے خاندان برباد ہو گئے ہماری دعا ہے کہ خدا اپنی عدالت کے ایام میں اپنے رحم کو یاد فرماوے۔ اے خدا ہمارے آسمانی باپ ہمکو ہمارے عمر کے دن گننا سیکھا تاکہ ہم دانا دل حاصل کریں ؛

جاپان کی نمایاں ترقیاں واقعی حیرت خیز ہیں۔ اس اقبال کے زمانہ میں اس کی تجارت کا اقبال دنیا کے تمام طبقوں میں زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے جہاز تجارت کے مرکز کو وسیع کرنے کے لئے امریکہ کے مغربی ساحلوں کی طرف جاری ہونگے۔ دینی دنیا میں بھی اُسکی ترقی ویسے ہی حقیقی اور جلدی ہو رہی ہے جیسے تجارتی اور سیاسی دنیا میں۔ تعلیم پر بڑا زور دیا جا رہا ہے۔ تعلیمی عمارتیں اور درسگاہیں برابر بنتی چلی جا رہی ہیں۔ اب بھی بہت گنجائش ہے کیونکہ تمام جاپان تعلیم لینے کے لئے تُلا ہوا ہے۔

جاپان کا پہلو مسیحی مذہب کی طرف بھی حیرت خیز ہے۔ چالیس سال گذرے جب جاپان کی مسیحی مذہب سے سخت مخالفت تھی۔ اب ڈاکٹر ہال صاحب جیسے لکچراروں کو گورنمنٹ کالجوں کے طلبا خود بخود درس سننے کے لئے مدعو کرتے ہیں۔ اور تعصب کا نام تک جاپان سے مٹ گیا ہے وہاں کی مسیحی جماعتیں مشنری کام میں مشغول ہیں۔ انکی اپنی سوسائیٹیں قائم ہو گئی ہیں جو حسن انتظام سے کام چلا رہی ہیں وہاں کے بڑے بڑے مدبران اور امرا اور اراکین مسیحی مذہب سے دلچسپی لیتے ہیں اور اُسکی ترقی کے دلی خواہاں ہیں۔ وہاں کی مسیحیت نے عملی رنگ پکڑا ہے اور وہاں کے لوگ اس کھوج سے رہے ہیں کہ عملی کاروبار اور زندگی میں مسیحیت کو دیگر جاپان کے مذاہب پر کہانتک ترجیح دینی چاہئے ؛

ایڈیٹوریل نوٹس اور ریمارکس

یہان کے لوگون کے ساتھ جاپان کے لوگون کا مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوگا کہ وہان کے لوگ نہ صرف عوام بلکہ لیڈر و پیشوا یہان کے لوگون کی طرح تعصبی نہیں ہیں۔ جاپان موجودہ اور آیندہ کو دیکھتا ہے اور یہان کے لوگ سلف کے شیدا ہیں۔ وہان کے لوگ اپنے خیالات میں آزاد طبیعت کے ہیں اور نیکیوں اور خوبیوں کو دیکھکر انکو جذب کر لینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اور بڑی فراخدلی سے رائے زنی کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں جو دنیا کے طلباء کا مسیحی مجمع جاپان کے دار الخلافہ ٹوکیو میں فراہم ہوا اُس کا نظارہ جاپانیون کی آنکھون میں قابل دید تھا۔ اُس کے ڈیلیگیٹون کی آؤبھگت میں جاپان کے رئیسانے کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ وہان کے کونٹ عیاشی اور کونٹ اوکوما ملکہ ٹوکیو کے کل شہر نے ڈیلیگیٹوں کی دعوتین کیں۔ کونٹ اوکوما نے اثنائے تقریر میں کہا کہ مذہب کی اشاعت و تلقین ہرگز نہیں ہو سکتی اگر ملک اس کی داد نہ دے۔ اس کے علاوہ ایک بھاری جلسہ بدھ والون کی طرف سے جس میں ۳۰۰۰ بدھسٹ شریک تھے ٹوکیو میں فراہم ہوا۔ انھوں نے ایک کمیٹی تجویز فرمائی اور اس کمیٹی نے خود حاضر ہوکر ڈیلیگیٹوں کو جلسے کی طرف سے مبارکبادی دی۔ مارکیوس ایٹو نے جو کہ جاپان کے سربرآوردہ ارکان دولت میں سے ہیں مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ ڈیلیگیٹوں کے خرچ اخراجات کے لئے دیا۔

مسیحی مجمع کے ایام میں نہ صرف شاہ ایڈورڈ نے مبارکبادی کا پیغام بھیجا بلکہ امریکہ کے پریزیڈنٹ روزویلٹ صاحب نے اور شاہ فورد سے نے بھی۔ جاپان کے لیڈنگ اخبار ٹائمز نے بھی جلسون پر اپنے ریمارک دیئے۔ ایک مضمون بعنوان "مسیحی زندگی" پر اس اخبار کی رائے یہ تھی کہ واقعی مسیح کے نمونہ پر چلنے کو لئے وہ مضمون نہایت ہی پرتاثیر اپیل تھی اور کہ تمام طلبائی تحریکون میں مسیحی آیڈیل پر تاکید ہونی چاہیئے۔

پھر ایک دوسرے مضمون بعنوان "عیسیٰ مسیح ہمارا خداوند" جو پروفیسر بوسورت امریکن کی طرف سے تھا اُس پر ٹائیمز کا ایک ریمارک یہہ تھا کہ کانفرنس میں کسی ایڈریس نے وہ اثر پیدا نہیں کیا جو اس ایڈریس نے جس میں مسیح کی سیرت و خصایل اور زندگی کے مقاصد کو ایک زندہ صورت میں پیش کیا۔ اور پھر اس مضمون پر کہ سائینس کا پہلو مسیحیت کی طرف کیا ہونا چاہئیے یہہ ریمارک کیا کہ پروفیسر الکزنڈر میکالسٹر کیمبرج یونیورسٹی جو مشہور و معروف سائینسٹ ہیں اُن کے درس اور سر الگزنڈر سمسن کے بیانات نے جاپان اور چین کے یونیورسٹی طلباء پر بڑا بھاری اثر پیدا کیا۔

ان تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان کے لوگون کو جو قوم قوم پکارنے لگے ہیں جاپان سے ابھی تک بہت کچھ سبق لینا ہے۔ یہہ تو سچ ہے کہ وہ وقت بھی آویگا جب ہندوستان بھی دوسرے ملکون کو بہت کچھ سبق دیگا لیکن موجودہ حالت میں اس کو سیکھنا ہی زیبا ہے اور یہہ بھی کہ وہ دوسرون کو تعصب کی نگاہ سے دیکھنا چھوڑ دیں۔

جاپان ٹائیمز کے ایڈیٹوریل حصہ کو جو بعینی گارڈین میں شایع ہوا ہے اس میں سے کچھ حصہ ہم اپنے ناظرین کے لئے اقتباس کرتے ہیں۔ اس اخبار کا ایڈیٹر عیسائی نہیں ہے۔

ایڈیٹوریل اپنا مقدمہ یون شروع کرتا ہے کہ خدا ایک ہے اور یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس نے جاپانیون کو مسیحیت کا اپنا گرویدہ بنایا ہوا ہے اور دوسرا مقدمہ یون کہ "وہ مذہب جس نے ایک مہذب قوم کو اپنا پابند کیا ہوا ہے ضرور کچھ نہ کچھ خوبی اور فضیلت رکھتا ہوگا"۔

پھر آپ یون گویا ہوتے ہیں کہ جب تین صدیں گذرین جاپان نے جیزوٹ دین پھیلانے والون کے لئے اپنے ملک کے دروازے کھولدیئے تو اسی مقدمہ کی بنیاد پر ہمارے اباواجداد کی ایک کثیر تعداد انکی تعلیم سننے پر آمادہ ہوئی اور انکا مذہب قبول کیا لیکن بعد میں ان دروازون کو بند کر دیا اس خیال پر کہ مسیحیت دربردہ سو حانیت بعد میں ہمارے ملک چھین نے پر آمادہ ہوگی۔ چنانچہ جہلا کو بھی سکھایا گیا کہ مسیحیت کو مار آستین جانکر اُس سے الگ کرو۔ یہہ حال ساڑھے دو صدیوں تک رہا بلکہ ہم میں جواب چالیس پچاس برس کے ہیں لڑکپن میں یہی خیال دامنگیر تھا۔ لیکن ایک وہ زمانہ ہمارے بچپنے کا اور ایک یہہ جب ہماری آنکھوں کے سامنے ایک بڑا مجمع مغربی مسیحیوں کا ٹوکیو میں فراہم ہوا ہے جو ایسی تحریک کی ممد اور معاون ہے جسکی اصل اور اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ اور گو یہہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خیالات نے ایسا پلٹا کھایا لیکن جب جاپانی رخ کو دیکھا جاتا ہے تو یہ عجیب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مسیحی تہذیب کے ساتھ بہت عرصہ سے سابقہ پڑنے کی وجہ سے ہمارے سینہ و دماغ سے گذشتہ زمانون کے توہمات دور و رفع ہوگئے ہیں لہذا ہم بخوشی تمام اور صدقدلی سے ڈیلیگیٹوں کو خیر مقدم کرتے ہیں۔

یہہ باعث تسلی اور اطمینان ہے کہ نصف صدی میں اس ملک نے مغربی تہذیب کے خیالات اور اصول کو اپنی زندگی میں ایسا جذب کر لیا ہے کہ ہم خلوص دل اور بڑی عزت کے ساتھ اور برادرانہ محبت کے ساتھ

ان مرد اور عورتوں کا اقبال کرتے ہیں جنکی صورت سے چالیس برس پہلے ہم بیزار ہو جاتے تھے۔

ہماری قوم کے کایا پلٹنے کے کئی ایک اسباب ہوں تو ہوں لیکن انصافاً اس عظیم تبدیلی کے واقعہ ہونے میں خاص حصہ مشنری صاحبان اور دیگر بھی کارندوں کا ہے جو اسی ملک کے باشندے ہیں ٭

ٹوکیو کے میئر نے مجمع کے ایک جلسہ کے موقعہ پر خیر مقدم کہتے ہوئے یہہ الفاظ اپنی زبان مبارک سے کہے۔ یہہ ہمارے لئے بالخصوص اطمینان کا باعث ہے جیسا ہمنے آج شام کو سنا کہ اس مجمع نے جنگ کے پہلے ہی اس شہر ٹوکیو کو جلسوں کے انعقاد کے لئے انتخاب کیا اس تحریک میں یہی طلباء کا مجمع دنیا کے بڑے بڑے مدبروں سے زیادہ دوراندیش ثابت ہوا۔ میں خوش ہوں کہ آپ صاحبان جاپان تشریف لائے ہیں تاکہ ہم لوگوں کو اس امر کا سبق دیں کہ بنی نوع انسان کی ایثار والی خدمت کسطرح کی جاتی ہے۔ بڑے بڑے مردان نامدار کی طرف سے کلمات تحسین پہنچے۔ مارکیوس ریٹوشنے ریلیشن کمیٹی کے پریسیڈنٹ مسٹر ہونڈا کو ذیل کی تار بھیجی مہربانی سے میری طرف سے ڈیلیگیٹوں کو خوش آمدیگی اور خیرخواہی کا پیغام دیدیں خصوصاً غیر ممالک کے ڈیلیگیٹوں کو۔ میں انکو اپنا ہم خدمت جانکر خیر مقدم کہتا ہوں کیونکہ انکی وہی غرض ہے کہ قوموں میں محبت اور صلح کا رشتہ قایم کریں جو ہر ایک مدبر کا اعلیٰ معیار اور اُس انجام کا حاصل کرنا باعث فخر ہونا چاہیے۔ انکو یقین دلاؤ کہ میں کانفرنس مذکور میں زندہ اور دلی دلچسپی لے رہا ہوں جو جاپان کی تواریخ میں ایک عظیم الشان واقعہ قائم رہیگا۔ یہ واقعہ شرق اور غرب کے اختلاط کی تواریخ میں ایک نئے زمانہ کو اپنے ساتھ لایا ہے۔ آخر میں انکو یہہ بھی جتادو کہ میں صدق دلی سے امید کرتا ہوں کہ انکا پوری پوری سرخ روئی حاصل کریگا اور یہہ بھی کہ میرے وطن کے لوگوں کے ساتھ انکی چند روزہ رہائش خوش یادگار کے طور پر ان کے ہمراہ جائیگی۔

غیر ممالک امور کے وزیر نے کانفرنس کے پریزیڈنٹ کو ذیل کا خط بھیجا جناب۔ وہ جلسہ جس کے صدر مجلس آپ ہیں آج شہر ٹوکیو میں فراہم ہوا ہے۔ میں بخوشی تمام آپکو اور سب آپکے ساتھیوں کی خیر مقدم کرتا ہوں۔ آپ ۲۵ مختلف ممالک اور صوبجات سے تشریف لاتے ہیں تاکہ اس جگہ فراہم ہوکر ان ضروری اور اہم مسئلوں پر غور پرداخت کریں جو آئیندہ نسلوں کی تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں بڑی دلچسپی سے آپکی تجویزوں پر غور کرونگا اور بڑی توقع بھی رکھونگا کیونکہ مجھے کلیتہً یقین ہے کہ آپکا کام تمدن اور اخلاق اور روشنی پھیلانے کے راستہ میں ضرور سرخ روئی حاصل کریگا

میں آپ کا خادم

تداسو ھیاسی

تعلیم کے وزیر مسٹر ہکینو نے ذیل کی مبارکبادی ارسال کی۔ ڈیر ڈاکٹر ہونڈا۔ میری طرف سے تمام بزرگ صاحبان کو جو یہاں فراہم ہوئے ہیں مبارکبادی دیویں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ٹوکیو کے پہنچنے میں انکو ہر ایک قسم کی سہولیت اور آسانی حاصل ہوئی ہے۔ میری طرف سے یہہ بھی ظاہر کردو کہ اُن کے تمام دنیا کے طلبا کی اخلاقی بہبودی کا اعلےٰ خیال کے ساتھ میری پوری ہمدردی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس بہتر بالشان کام میں ضرور کامیاب ہونگے

ہمنے یہہ تمام باتیں دل کھولکر لکھی ہیں تاکہ اپنے ملک کے لوگوں کو جتائیں کہ جاپان کی ترقی کا سبب نہ صرف اسکی تجارت اور ملکی انتظام ہے بلکہ اس کے تمدنی اور اخلاقی خیالات۔ وہ لوگ حقیقی خوبیوں اور نیکیوں کی قدر کرنا سیکھ گئے ہیں۔ اور جہاں کہیں کسی ملک میں انکو فضیلت نظر آتی ہے اسکو حاصل کرنا اپنی قوم کے لئے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ ہمارے ملک کے لوگ ابتک غیر ملکوں کے لوگوں میچھ اور اُن سے ہیکھڑ کسرشان سمجھتے ہیں وہ اب تک پدرم بادشاہ بود کی رام کہانی سناتے جاتے ہیں اور تعصب سے ایسے بھرے ہوئے ہیں کہ عیسائیوں کو کرانی خطاب دیکر ان سے نفرت کرتے ہیں حتیٰ کہ لاہور اور راولپنڈی جیسے شہروں کے جہلا جب اُنسے کچھ اور بن نہیں پڑا تو بیچارے بے عتبار دیسی کرانیوں پر ہی اپنا ہاتھ صاف کیا حالانکہ وہ ملک کے سچے خیرخواہ ہیں اور اگر قوم کی صورت نظر آتی ہے تو انہیں نظر آتی ہے شاید آپلوگوں نے انڈین ریویو مطبوعہ مارچ وہ مضمون نہیں پڑھا جو ڈاکٹر دی انیس رام چندر راؤ ایم۔ اے سی۔ ایچ۔ بی نے بعنوان ہندوستان میں ایک مڈل کلاس کا بنانا لکھا ہے۔ آپ اشتہار بکار فرماتے ہیں۔ کہ ہندو عیسائی۔ محمدی۔ پارسی کو ایک طبقہ میں لانا محال امر ہے کیونکہ مذہبی تفرقہ ہمیشہ جاری رہیگا اس کے علاوہ ہندوستان میں دو درجے پائے جاتے ہیں ایک تو راجے رجواڑوں کا اور دوسرا غریبوں کا یہہ دونوں ہرگز نہیں ملسکتے اور نہ دماغی دنیا میں نیچ لوگ برہمنوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں زندگی کے ان دو انتہا درجوں کا ملانا مشکل امر معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا آپ یہہ علاج بتاتے ہیں کہ جیسا انگلستان میں ایک مڈل کلاس ہے اور جو اُس قوم کی پشت پناہ ہے کیونکہ تمام فلاسفر ملکی مدبر سائنٹسٹ وغیرہ سب اسی مڈل کلاس سے نکلے ہیں اسی طرح سے ہندوستان کی آئندہ امید مڈل کلاس کا پیدا کرنا ہے کیونکہ مڈل کلاس کی طاقت میں جو راز سربستہ ہے سو یہہ ہے کہ اسمیں قوم کی تمام خصوصیتیں اعلےٰ وادنےٰ کی رگیں ہیں۔ اس کے رگ میں تمام قوم کا خون جاری ہے۔ خواہ اس کلاس کے افراد کم ہی ہوں لیکن وہ تمام قوموں کا نمونہ اپنے ہاتھوں اور سینوں میں لئے ہوئے ہیں اس لئے اس ملک میں مڈل کلاس کا پیدا ہونا ضروری ہے مڈل کلاس کے پیدا کرنیکا سامان جو وہ پیش کرتے ہیں سو یہہ ہے کہ وہ لوگ جو پیشے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں کرتے خواہ ہندو ہوں

مسلمان ہوں عیسائی ہوں یا پارسی وہ آپس میں اختلاط پیدا کریں۔ اور اپنے آنگو انڈین پہلے اور پیچھے اور بعد میں کہیں شادی بیاہ میں بھی آپس میں تجویز فرمادیں اور خود بدولت بھی میں بھی شامل ہوں۔ غرضیکہ مڈل کلاس ان لوگوں کا مجموعہ ہو جس میں تمام اس ملک کے قوم اور فرقوں کے افراد خلط ملط ہو جاویں۔ یہہ کلاس تب واقعی اس ملک کی پشت پناہ ہوگی وہی اس قابل ہوگی کہ اس ملک کے غم وخوشی امنگ اور امید اور جدوجہد کی پوری تشریح کر سکے۔ یہہ خیالات تو واقعی دلچسپی سے خالی نہیں ہیں لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا عیسائیوں نے خصوصی اور عملی طور پر اس مسئلہ کو حل نہیں کیا؟ کیا ان کے گرجوں میں برہمنوں محمدیوں۔ پارسیوں اور کشمیری اور بنگالی اور مدراسیوں کا خون جاری نہیں ہے؟ اگر مڈل کلاس ہونیکا کسی کو مجاز ہو تو عیسائیوں کو۔ لیکن دیکھئے تعصب کو جو نفرت کے سوائے کسی فضیلت کو اس ہندوستان کی نو ایجاد مڈل کلاس میں نہیں دیکھتے۔ لیکن دیکھئے جاپان کی طرف وہ کس نگاہ سے اس نئی تحریک کو اپنے ملک میں دیکھتا ہے چنانچہ اسکا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔

راولپنڈی میں جا کر کیا دیکھا موقعہ پر جاکر

ایڈیٹر "ہندوستان" نے لکھا ہے۔

۳ مئی کی دوپہر کو لاہور میں ہولناک خبر پہنچی کہ راولپنڈی کے وکلا لالہ ہنسراج لالہ گوروداس رام لالہ امولک رام سردار خزان سنگھ اور پنڈت جانکی ناتھ گرفتار کئے گئے ہیں۔ اور انکی ضمانت نامنظور ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی لاہور میں عجیب عجیب افواہیں مشہور تھیں کہ عوام نے گرجا جلا دیا ہے ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی برباد کیا ہے ڈاکخانہ لوٹ لیا ہے۔ اور اس قسم کی بہت سی کارروائیاں کی ہیں جو حیرت ناک ہیں ان افواہوں کے سننے کے بعد ضروری معلوم ہوا۔ کہ موقعہ پر جاکر حقیقت حال معلوم کیجائے چنانچہ میں ۳ مئی رات کی گاڑی میں لاہور سے روانہ ہوا اور ۴ مئی کی صبح کو راولپنڈی پہنچ گیا

راولپنڈی کے سٹیشن پر اترتے ہی جو بات خاص طور سے نوٹس کیگئی وہ سیاہ پوش اصحاب کی متعدد شکلیں تھیں پولیس کے سپاہی ایک خاصی تعداد میں گاڑی سے اترتے اور اس سے ایک شخص فوراً سمجھ سکتا ہے۔ کہ راولپنڈی میں ضرور ہی کوئی غیر معمولی واقعہ ہوا ہے۔ . . . . . جس کے لئے پولیس بیرونجات سے بلائی جارہی ہے۔ کہ جس گاڑی میں میں اترا اس میں کم از کم ساٹھ پولیس کے سپاہی ضرور اترے ہوں گے۔ راولپنڈی کی نسبت میرا خیال یہ تھا کہ بازار بند ہونگے اور لوگوں کا کاروبار رکا پڑا ہوگا۔ کیونکہ اہل شہر کے ہڑتال کرنے کی خبر بعد شور سے لاہور میں مشہور ہو چکی تھی۔ یہاں آکر دیکھا تو کاروبار بدستور جاری تھا۔ کوئی دوکان بند نہ تھی۔ لوگ اپنے کاروبار میں لگے ہوئے تھے۔ مگر سب کے سب مغموم ناراض۔ مایوس اور خوف زدہ اور یہی سبب تھا کہ مارے خوف کے انہوں نے دوکانیں کھول دی تھیں مگر یہ دوکانیں کیوں کھولی گئیں۔ اور لوگوں کے خوف زدہ ہونیکی وجہ کیا تھی۔ اس نے ۲ مئی کا واقعہ ذمہ وار تھا اور ۳ مئی کا واقعہ ۲ مئی کے واقعہ کا نتیجہ تھا۔

۲ مئی کے واقعہ کی نسبت جو حالات مجھے موقعہ پر آکر معلوم ہوئے ہیں۔ میں من وعن لکھتا ہوں میں یہاں راولپنڈی میں معزز ترین رؤسا سے وکلا سے۔ سوداگروں سے دوکانداروں سے طلبا سے بازاری خوانچہ فروشوں سے سپاہیوں سے ایک پادری صاحب سے گرجا کے چوکیدار سے غرضیکہ ادنے سے اعلیٰ طبقہ تک قریباً تمام لوگوں سے ۲ اور ۳ مئی کے واقعہ کی نسبت حالات معلوم کئے ہیں جن سے بڑھکر صحیح اور درست حالات معلوم کرنا میری طاقت سے باہر تھا پبلک کی اطلاع کے لئے بجنسہ لکھتا ہوں۔

جب ۲ مئی کو لالہ ہنسراج لالہ گوروداس اور لالہ امولک رام کے پیروکار وکلا ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں جوابدہی کے لئے گئے۔ تو کم از کم بیس ہزار آدمیوں کا ہجوم عدالت سے باہر شرکوں پر مقدمہ کی کارروائی معلوم کرنے کے لئے کھڑا تھا۔ صاحبان موصوف پر الزامات یہہ تھا کہ انہوں نے اس جلسہ میں حصہ لیا جسمیں (بخیال گورنمنٹ) سردار اجیت سنگھ نے باغیانہ تقریر کی تھی۔ اس الزام کی جوابدہی کے لئے ڈپٹی کمشنر نے ۲ مئی کو صاحبان موصوف کو طلب کیا تھا اور بیس پچیس ہزار کا مجمع مقدمہ کی کارروائی دیکھنے اور سننے کے لئے موجود تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب ساڑھے گیارہ بجے کے قریب کچہری میں تشریف لائے۔ اور اسقدر غیر معمولی ہجوم دیکھکر ان کے ہوش اڑگئے کیونکہ اس سے پیشتر ان کو کیا معلوم تھا کہ لالہ ہنسراج اور ان کے رفیق راولپنڈی کی پبلک میں کسقدر ہردلعزیز ہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے لالہ ہنسراج کے پیروکار مسٹر عزیز احمد بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا سے کہا۔ کہ لوگوں سے رخصت ہونیکو کہا جائے مگر انہوں نے انکار کیا کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے لوگوں کو صرف منتشر کرنا چاہتے ہیں اور دراصل انکا منشا مقدمہ ملتوی کرنے کا نہیں ہے آخر تھوڑی دیر کے بعد جب وکلا صاحبان کے سمجھانے پر لوگوں کو یقین ہوگیا کہ واقعی آج مقدمہ نہ ہوگا تو وہ شہر کو واپس روانہ ہوئے کہا جاتا ہے کہ مسٹر ٹامکنس راولپنڈی کے کپتان پولیس نے اس وقت لوگوں کو دھکا دیا اور ہنٹر مارے کہ جلد منتشر ہو جاؤ۔ اس سے عوام میں جوش پھیل گیا۔ صاحب بہادر کی ٹوپی اتار لی گئی انکی بےعزتی کی گئی اور بمشکل تمام انہیں بھاگنے کا موقعہ ملا یہاں سے ہی ڈسٹرکٹ جج اور ڈپٹی کمشنر کی کوٹھیاں ہیں ان پر پتھر پھینکے گئے شیشے اور گملے توڑے گئے لوکاٹ کے درخت تھے کئی کو مغلوب بولا یا گیا۔ اس سے آگے یورپین صاحبان کی کوٹھیوں کی قطار تھی ان سب سے اسی قسم کا سلوک کیا گیا۔ کئی کوٹھیوں کے منڈیر گرائے گئے میں نے خود کئی کوٹھیوں کے ٹوٹے ہوئے منڈیر اور دیواریں دیکھی ہیں۔ راستہ میں ایک دو جگہ پولیس نے مزاحمت کی مگر انہیں بھی دم دبا کر بھاگ جانا پڑا۔ دو تین گورے ملے تھے ان کو خوب زدوکوب کیا گیا۔ آخر یہ ہزہا لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کمپنی باغ سے ہوتی ہوئی موٹر کمپنی کے دفتر کے

پاس آئی یہاں چار سو موٹر جنکی کل قیمت کا اندازہ بارہ ہزار روپیہ کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ کمپنی یورپین ہے حالانکہ اس کے مالکان دیسی ہیں نشہ جوش میں سرشار یہ لوگ آگے بڑھے اور عیسائی صاحبان کے گرجے میں آگ لگا دی چٹائیاں بنچ وغیرہ اور بہت سی جلی ہوئی اشیا میں نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہیں گرجے کے مکان کو نقصان نہیں پہنچا کیونکہ مدد پہنچی اور آگ بجھائی گئی۔ اس کے پاس ہی عیسائی صاحبان کی ایک لائبریری ہے ہجوم نے اس کے دروازے توڑ ڈالے اور اندر داخل ہو کر کتب کو آگ لگا دی یہاں بھی عمارت کو نقصان نہیں پہنچا۔ مگر اخبارات اور کتب بالکل جل گئیں پاس ہی ایک پادری صاحب اور انکی میم پر حملہ کیا گیا۔ لوگ یہاں سے سیدھے گورنمنٹ ہائی سکول کو گئے یہ سکول رائے بہادر بوٹا سنگھ کا ہے۔ مگر اب سرکار کے قبضہ میں ہے یہاں کئی ہزار روپے کے آلات سائنس توڑے گئے اور بہت کچھ نقصان کیا گیا اس کے پاس ہی رائے بہادر بوٹا سنگھ کا کارخانہ ہے آگ اسپر وارد کرنا چاہتے تھے اور شاید آگ لگائی بھی گئی تھی مگر اتنے میں حکام کو اس جوش و خروش کا پتہ لگ چکا تھا کئی سو مسلح سپاہی اور گورہ فوج پیچھے سے آرہی تھی۔ مسلح سپاہ کی آمد کی خبر پاتے ہی سب لوگ بھاگ گئے حتی کہ جب سپاہ رائے بہادر بوٹا سنگھ کے کارخانہ کے پاس پہنچی تو وہاں دس بیس آدمیوں سے زیادہ موجود نہ تھے پولیس نے ان میں سے سات آدمیوں کو پکڑ لیا جن میں سے دو مسلمان اور باقی ہندو ہیں لوگوں کی گرفتاری کے متعلق پولیس کی بدحواسی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لالہ دیوان چند صاحب تحصیلدار راولپنڈی گھوڑے پر سوار ادھر سے جاتے تھے۔ غلطی سے ان کو بھی پکڑنے کی کوشش کی گئی اسی شام کو لالہ لاجپت رائے کا لیکچر ہونے والا تھا ساڑھے پانچ بجے شام کو جب لالہ ہنس راج لالہ لاجپت رائے لالہ گورداس رام جلسہ گاہ کو جا رہے تھے

راستہ میں ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس نے انہیں ٹھہرا کر بڑے تحکمانہ لہجہ میں پوچھا کہ لالہ لاجپت رائے کون ہے؟ اور پھر لالہ لاجپت رائے سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں نے جو کہ اس ضلع کا ڈپٹی کمشنر ہوں۔ جلسہ کی ممانعت کر دی ہے پولیس کو گولیاں دیدی ہیں۔ سوار تیار ہیں۔ اور اگر آپ نے جلسہ کیا۔ تو پولیس لوگوں پر فائر کر دیگی۔ پھر لالہ ہنس راج سے مخاطب ہو کر کہا "میں امید کرتا ہوں کہ جو کچھ آج ہو چکا ہے۔ آپ اس سے کافی مطمئن ہونگے یہ کارروائی کل کے جلسے کا نتیجہ ہے اور اس جلسہ کا جو اس سے پیشتر ہوا تھا۔ اور جسے میں باغیانہ قرار دیتا ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آج کا جلسہ بھی باغیانہ ہے۔ اور اس لئے میں نے اس کی ممانعت کر دی ہے اگر کوئی ایسی ویسی کارروائی اب ہوئی تو میں آپ کو۔ (لالہ گورداس رام کی طرف اشارہ کر کے، آپ کو (لالہ امولک رام کیطرف اشارہ کر کے) اور آپ کو (لالہ لاجپت رائے کیطرف اشارہ کر کے) ذمہ دار گردانوں گا۔ آپ یاد رکھیں" اس کے بعد مسٹر مارکنس کپتان پولیس آگے بڑھا۔ اور لالہ لاجپت رائے کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ آپ بھی ذمہ دار ہونگے اس پر لالہ لاجپت رائے نے جواب دیا میں اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں تھوڑا بہت قانون جانتا ہوں میں نے حکم سن لیا ہے"۔ ڈپٹی کمشنر جو کچھ پہلے کہہ چکا تھا پھر وہی کہا اور دہرایا۔ کہ آج کا جلسہ بھی ضرور باغیانہ جلسہ ہے لالہ لاجپت رائے نے جواب دیا کہ آپکے یہ الفاظ قابل اعتراض ہیں۔ میں نے حکم سن لیا ہے ڈپٹی کمشنر نے جوابدیا میں جانتا ہوں کہ آپ کو میرے الفاظ پر اعتراض ہوگا مگر آپ مہربانی کر کے فوراً یہاں سے چلے جائیے اس کے بعد جلسہ میں آکر ڈپٹی کمشنر کا حکم سنایا گیا۔ اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ٭

یہ واقعہ ۲ مئی کا ہے۔ اس سے سارے شہر میں سناٹا چھا گیا۔ سب سے زیادہ اثر ڈپٹی کمشنر پر ہوا مگر بجائے اس کے کہ وہ اصل مجرموں کا پتہ لگاتے اور ان کو گرفتار کرتے۔ ان کو ایک بالکل الٹی اور ضرر رسان تجویز سوجھی جو دوسرے دن ۳ مئی کو عمل میں لائی گئی۔ مناسب تو یہ تھا کہ وہ شہر کے ممتاز لوگوں مثلاً لالہ ہنس راج لالہ امولک رام لالہ گورداس سردار خزان سنگھ بیرسٹر پنڈت جانکی ناتھ بیرسٹر سے ان نالائق لوگوں کے گرفتار کرنے میں مدد لیتے جو اس حرکت کے مرتکب ہوئے تھے۔ مگر انہوں نے الٹا مذکورہ بالا اصحاب کو اپنے زعم میں مجرم سمجھ لیا اور ان کے نام وارنٹ گرفتاری نکال دیئے۔ الزام جو ان پر لگایا گیا۔ وہ زیر دفعہ ۴۳۶ اور ۱۴۷ کی اعانت ہے۔ دفعہ ۴۳۶ آتشزدگی اور دفعہ ۱۴۷ بلوہ کے متعلق ہے۔

دفعہ ۴۳۶ جو شخص آگ یا کسی بھک سے اڑجانے والے مادے کے ذریعے سے نقصان رسانی کا مرتکب ہو یا نیت کرکے یا اس امر کا احتمال جان کر کہ اس کے ذریعہ سے کسی عمارت کی تباہی کا باعث ہو۔ جو معمولاً عبادت گاہ یا انسان کی بودوباش کے لئے یا جائے حفاظت مال کے لئے کام میں آتی ہو تو شخص مذکور کو حبس دوام بعبور دریائے شور یا دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائیگی۔ جس کی میعاد دس برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا پولیس بے وارنٹ گرفتار کر سکتی ہے۔ وارنٹ جاری ہوگا۔ قابل ضمانت و راضی نامہ نہیں ہے۔ عدالت سیشن تجویز کریگی ٭

دفعہ ۱۴۷ جو شخص بلوہ کرنے کا مجرم ہو۔ اس کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائے گی جس کی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے۔ یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دیجائینگی

غرض صاحبان موصوف پر یہ جرم لگا کر کہ انہوں نے آتشزدگی اور بلوہ میں مدد دی۔ ان کے وارنٹ گرفتاری بلا ضمانت نکال دیئے گئے پہلے سردار خزان سنگھ بیرسٹر کو گرفتار کیا گیا۔ حکام راولپنڈی کی بزدلی دیکھئے کہ سردار صاحب کسی مقدمہ میں پیش تھے ان کی کچہری کے گرد کئی سو گورے سپاہیوں نے محاصرہ ڈالدیا اس کے علاوہ ایک بڑی تعداد مسلح سپاہیوں

کی موجود تھی۔ کپتان پولیس نے خود وارنٹ لیکر قدم رنجہ فرمائے تھے۔ جب جاکر سردار خزان سنگھ کو گرفتار کرنے کی جرأت کی گئی۔ لالہ گوردہاس رام صاحب بیرسٹر برادر خورد لالہ ہنسراج جو وہیں پاس ہی ایک عدالت میں موجود تھے۔ کپتان پولیس نے انہیں بلا وارنٹ گرفتاری دکھاکر کہا کہ آپ بھی زیر حراست ہیں۔ اس کے بعد پلٹن کی پلٹن لالہ امولک رام کے مکان پر گئی۔ اور انہیں گرفتار کیا۔ لوگوں میں اس بات پر جوش پھیلا ہوا ہے کہ ایک گورے نے لالہ امولک رام کے گلے میں رسی ڈالدی اور کہا کہ تم ہمارے قیدی ہو۔ معلوم نہیں یہ خبر کہانتک سچ ہے۔ اس کے بعد لالہ ہنسراج کے مکان پر چڑھائی۔ صاحب موصوف کو ان گرفتاریوں کا پہلے پہلے پتہ لگ چکا تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ اعزاز گرفتاری انکو بھی ضرور عطا ہوگا۔ اس لئے وہ خود ہی ٹانگہ میں سوار ہوکر پولیس اور سپاہ کی پیشوائی کو آرہے تھے کہتے ہیں کہ بہادر ہنسراج نے گھر سے رخصت ہوتے وقت اپنی دھرم پتنی کو مخاطب کرکے کہا میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں کیونکہ ہمارے دیس کی یہ ریت ہمیشہ سے چلی آئی ہے کہ بہادر اپنے ملک کے لئے سر دیتے ہیں۔ آپ کے دو لائق اور ہونہار بیٹے ہیں آپ میری علیحدگی کا کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ یہ گرا ہوا ملک نہیں اٹھیگا جب تک ہمیں سچے کھشتری پیدا نہونگے۔ لالہ ہنسراج کو اسی ٹانگہ میں عدالت کو لیجایا گیا۔ اور وہاں پنڈت جانکی ناتھ بیرسٹر کو گرفتار کیا گیا۔

ادھر شہر میں کثرت سے مسلح اور غیر مسلح پولیس بلائی گئی سکھ سپاہی بھری ہوئی دونالی بندوقیں لئے ہوئے انگریزی رعب وداب کا سکہ بٹھا رہے تھے۔ خدا کی شان کیا عبرت خیز نظارہ تھا۔ تلوار اور بندوق کی چمک نے اور راولپنڈی کے پانچ درخشان جواہرات کی قید نے شہر پر خوف وحیرت کا ایک عالم طاری کردیا جس سے پوچھو وہ ان شرمناک گرفتاریوں کی ...... تھا امن ترقی اور شائستگی کا حامی ان پانچوں اصحاب سے بڑھکر راولپنڈی میں کوئی نہ تھا جن کو جلوہ اور آتش زندگی سے ...... جرم کی اعانت میں گرفتار کیا گیا تھا۔ سارا شہر قسمیں کھاتا تھا کہ لالہ ہنسراج وغیرہ کے رفقا سے یہ حرکت ع این خیال است ومحال است وجنوں مگر ڈپٹی کمشنر کی پریشانی اسے کب ...... کیطرف آنے کی اجازت دیتی تھی۔ چند لائق بدطینت گمنام اور غیر ذمہ دار آدمیوں کی حرکات کے لئے ان اصحاب کو ذمہ دار قرار دینا جنکا مقصد سوسائٹی میں امن ترقی۔ شائستگی ضابط اور اخلاق کی روح پھونکنا ہے ایک نہایت گراہوا فعل تھا لیکن پبلک رائے کی پرواہ نہیں کی گئی اور لالہ ہنسراج لالہ گردہاس رام۔ لالہ امولک رام سردار خزان اور پنڈت جانکی ناتھ کو جیل میں پہنچایا گیا اس موقعہ پر کپتان پولیس نے لالہ ہنسراج جی سے کہا اگر آپ اب بھی اقرار کریں کہ پولیٹکل جلسے نہیں ہونگے۔ اور آپ شورہ پشتی کے متعلق ذمہ داری اٹھائیں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے جس کے جواب میں شیردل لالہ ہنسراج صاحب نے فرمایا میں قانون تم سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اپنی ذمہ داری تمہاری نسبت زیادہ پہچانتا ہوں۔ موجودہ پوزیشن کا مجھے پورا علم ہے۔ ملک کی بہبودی کا خیال جو ہمارے دلوں میں ہے۔ تمہیں اسکی ہوا بھی نہیں لگی۔ اس لئے تمہارا مجھے نصیحت کرنا بالکل بے سود ہے جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ صاحبان موصوف کی ضمانت کے لئے اسی وقت درخواست دیگئی دیوان دولت رام صاحب پیروکار تھے۔ انہوں نے نہایت مدلل طور پر بتایا کہ ملزمون کو ضمانت پر چھوڑ دینا عدالت کا فرض ہے۔ عدالت کا رخ انکار دیکھکر دیوان صاحب نے کہا کہ اس قسم کے مقدمات میں آج تک میں بیسیوں ضمانتیں کرا چکا ہوں ملزموں کی ایک لاکھ روپیہ یا اس سے بھی زیادہ ضمانت دینے کو ہم تیار ہیں۔ مگر ڈپٹی کمشنر نے نہ مانا اور ضمانت نامنظور کی۔

اسوقت ڈسٹرکٹ جج کے پاس اپیل کی گئی۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر سے مثل طلب کی جس پر آخرالذکر نے لکھا کہ جرم نہایت سنگین ہے۔ اگر ملزموں کو چھوڑا گیا۔ تو اندیشہ ہے کہ آج پہلے سے بھی زیادہ خطرناک نتائج ظہور پذیر ہونگے اس پر ڈسٹرکٹ جج نے ضمانت نامنظور کردی۔ اطمینان بخش امر صرف اتنا ہے۔ کہ تمام اصحاب کو حوالات میں کھانا اپنا جاتا ہے بستر اپنا اپنا ہے۔ پانچوں ایک ہی کمرے میں رہتے ہیں۔ ۴ مئی کو مسٹر مدھو سودن بھگت بیرسٹر ایٹ لا اور چند دیگر وکلا سپرنٹنڈنٹ جیل سے اجازت لیکر کسی قانونی معاملہ کے متعلق صلاح ومشورہ کی غرض سے ملے گئے تھے۔ سب کے سب شادان اور خوش معلوم ہوتے ہیں۔ غمی یا مایوسی ان کے پاس تک پھٹکنے نہیں پاتی۔ ادھر ۳ مئی کو لاہور چیف کورٹ میں ضمانت کی درخواست دیگئی تھی۔ جس کے لئے عدالت نے دوسرا دن مقرر کیا تھا اس وجہ سے ۴ مئی کو راولپنڈی میں منظوری ضمانت کی خوشخبری بذریعہ تار سننے کا انتظار ہر کس وناکس کو لگا ہوا تھا آخر بہت دیر کے بعد خبر ملی کہ ضمانت کے لئے ۱۰ مئی مقرر ہوئی ہے۔

اسی روز یعنی ۴ مئی کو تمام شہر میں ڈونڈی پٹوائی گئی کہ کسی شخص کو کسی قسم کا پبلک جلسہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر کوئی جلسہ ہوگا تو وہ ناجائز سمجھا جائیگا۔ اور اسمیں شریک ہونیوالے بھی اس بے ضابطگی کے ذمہ دار ہونگے پھر ڈونڈی پٹوائی گئی کہ رات کے ۸ بجے کے بعد پانچ سے زیادہ آدمی ایک جگہ جمع نہ ہوں۔ اگر جمع ہونگے تو پولیس انہیں منتشر ہونے کو کہیگی۔ اور اگر اس ہدایت کی تعمیل نہ ہوگی تو فائر کیا جائیگا۔ اور بذریعہ فائر مجمع منتشر کردیا جائیگا۔ اس وحشیانہ حکم سے تمام شہر میں خوف کا عالم طاری ہے دونالی بندوقوں سے مسلح سکھ سپاہی شہر کی سڑکوں پر نظر آتے ہیں ایک سے میں نے پوچھا کہ اگر تمہیں بندوق چلانے کا حکم ملے تو کیا تم اپنے بھائیوں پر گولی چلاؤ گے۔ اس نے جواب دیا کیسا دردناک سوال آپنے مجھ سے پوچھا ہے۔ مگر شاید آپ فوجی قانون سے ناواقف ہیں اگر میں انکار کردوں تو خود میرے سر کی خیر نہیں ہے۔ ایک اور سکھ سپاہی سے آگے جاکر میں نے



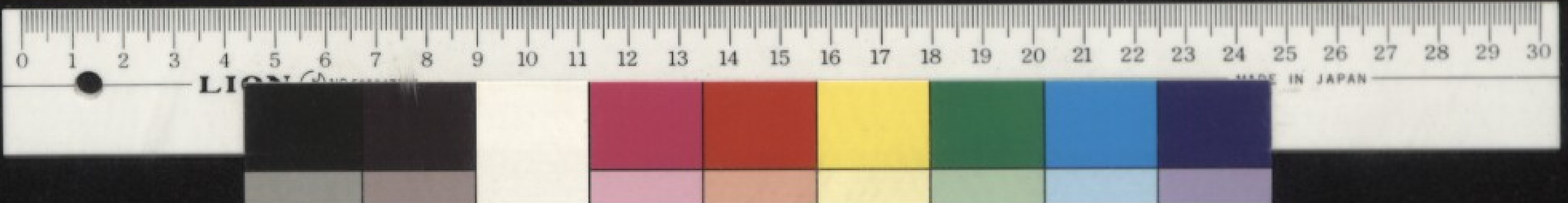
کا جواب دیا۔ اس کے بعد اس نے اور باتین شروع کردیں۔ مین نے اسکو باتین کرتے کرتے دردمند اور ملنسار پا کے اپنے ماں باپ کے مرجانے کا اور پیارے گھر کے چھوڑنے کا حال اُس سے کہا۔ جب مین نے گھر چھوڑنے کا ذکر اس سے کیا تو اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور بڑی دھیمی آواز سے کہنے لگی کہ مین خوب جانتی ہوں کہ یہہ مصیبت بڑی تلخ اور دکھ دہ ہے بلکہ میرے اوپر یہہ صدمہ گذر چکا ہے۔ صرف اس تکلیف کے ساتھ تسلی بخش امید یہہ ہی ایک ہی "کہ ایک گھر ایسا ہے کہ جہان پہنچکر نہ غم۔ نہ جدائی اور نہ اُسکو چھوڑنا ہے"۔ اس بی بی کو یہہ بات کہتے سنکر میرا دل شکر گذاری اور ایک قسم کی خوشی سے بھر گیا خوشی کا سبب تو یہہ تھا کہ اس کے کہنے کا لہجہ شیرین اور دلچسپ تھا۔ اور شکر گذاری اس لئے کہ مین نے ایک کو تو اُس مجلس مین پایا کہ جو ہمارے خداوند کو محبت کرتی تھی۔ اُس کے وعدون سے تسلی پاتی تھی۔ اُس کے بعد تو ہمکو زیادہ بول چال کا موقعہ نہ ملا۔ کیونکہ سب صاحب لوگ کھانے کے کمرہ سے اٹھکر بیٹھنے کے کمرہ مین چلے آتے تھے اور اسحالت مین بیویوں کو بھی اُن کے پاس پہنچنا ضروری لازم ہوا تھا۔ پس سب لوگ جلنا سے گوڈ بائی (صاحب سلامت) خیر و عافیت کہہ کر رخصت ہوئیں۔ اور اس کمرہ مین جاکر موافق دستور کے جو جو گانا بجانا جانتے تھے انہون نے باجہ کے پاس جاکر گانا شروع کیا۔ باقی صاحب یا تو کوئی کھیل کھیلنے لگے یا تصویروں کی کتاب کو کھول کر انمیں سے تصویر دیکھنے لگے۔ جب ایک میم صاحبہ راگ کو ختم کر چکین تو اسوقت میجر سٹین کو مسز جانسن نے گانے کے لئے پوچھا۔ چنانچہ اس نے قبول

اب شام ہوئی۔ مہمانوں کی آمد کا انتظار۔ چنانچہ آٹھہ بجے سے پہلے پہلے سب صاحب لوگ آکر جمع ہونے لگے اس روز مین بھی مسٹر اور مس جانسن اور جینا کے لفید ہونے سے کہ سب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاؤں کھانے کے کپڑے پہنکر بیٹھنے کے کمرہ مین پہنچی۔ وہان تو کئی صاحب ایسے تھے کہ جن سے اس سے پیشتر کبھی میری ملاقات ہی نہ ہوئی تھی۔ دس مرد معہ اپنی بیویوں کے اور دو مجرد جوان تھے۔ اُن نئے صاحبوں سے مس جان سن نے میری صاحب سلامت کروادی ٹھیک ۸ بجے نوکروں نے گھنٹی کھانے کی بجائی۔ اول مسٹر جانسن حسب دستور معہ ایک بی بی ذی رتبہ کے کھانے کے کمرہ مین گئے بعدہٗ اُن کے پیچھے پیچھے سب چلے۔ میز پر ۲۸ برتن حسب دستور لگے ہوئے تھے اور ۲۸ کرسیان اور ہر ایک صاحب نے جہان جہان بیٹھنا تھا ان کے برتن کے پاس اُن کے نام چھوٹے چھوٹے کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھہ کر رکھدیتے تھے تا کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اپنا اپنا نام پڑھکر بیٹھہ جاوین۔ میرے پاس ان دو نوجوان آدمیوں سے ایک صاحب بیٹھا اور دوسری طرف ایک میم صاحبہ اُس نوجوان آدمی کا نام میجر سٹین تھا۔ اور کسی پلٹن کا افسر۔ یہہ معلوم دیتا تھا کہ وہ کسی شریف خاندان سے ہے اور صاحب دولت بھی ہے کیونکہ اسکی گفتگو سے یہہ معلوم دیا کہ بہت ملکوں کی اُسنے سیر کی تھی اور یہان بھی بطور سیاح کے آیا ہوا تھا۔ چونکہ مسٹر جانسن کی اُس کے بزرگوں سے بہت ملاقات تھی اسی سبب سے وہ ان کے گھر اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ مگر مجھسے آج ہی اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس کی شکل قد و قامت بہت



لائق تعریف - بول چال - طرز طریق نشست برخاست کی چیدہ اور شایستہ - میں تمام وقت اس کے ساتھ غیر ملکوں کی نسبت فکر کرتی رہی اور جو کچھ کہ وہ بیان کرتا سنتی رہی - کیونکہ مجھے تو کسی غیر ملک یا شہر کی باستثنا اس کے کہ جو کتابوں سے پڑھ کر جان گئی تھی اور خبر ہی نہ تھی - اس کے بیان کرنے کا بھی ایسا طرز تھا کہ خواہ نخواہ آدمی کا دل اس پر لگ جاتا - دوسرا جوان صاحب جو میرے مقابل بیٹھا تھا مگر اس اور اس میں زمین و آسمان کا فرق معلوم دیتا تھا جیسے جب جب اسکی طرف نگاہ بھر کے دیکھا تو اس شخص کی جو اس کے پاس بیٹھا تھا باتیں غور سے سنتے دیکھا - کبھی کبھی آہستہ سے کچھ بولتا تھا - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کم سخن ہے - گو چہرہ اس کا بہت حسین نہ تھا - مگر دانائی - مہربانی - فہم اور لیاقت اس کی شکل سے ہویدا تھی - بعد فراغت پانے کھانے سے ہم سب عورتیں حسب دستور اس کمرہ سے بیٹھنے کے کرہ میں چلی آئیں اور مرد لوگ اسی جگہ آپسمیں کچھ باتیں کرنے کو یا چرٹ لونشی کو تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے - لیڈی سیموا نے بیٹھنے کے کرہ میں پہنچتے ہی مسٹر جانسن سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیویں تو ہم لوگ آپکی چھوٹی بیٹی کو دیکھنے چلیں - انہوں نے کہا - بلا تکلف چلیے - بیچاری جینا لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہو جاتی ہے اور جو اسکو دیکھنے جاتے ہیں اُنکی بہت شکر گذاری کرتی ہے - لیڈی سیمور ادہیڑ عورت جسم کی فربہ اور پوشاک عمدہ پہنے ہوئے تھی اور غالباً جوانی کی عمر میں حسین ہوگی مگر میری سمجھ میں اس کے طریق ناپسندیدہ اور اطوار سے غرور پایا جاتا تھا - اسکی چال سے یہ پایا جاتا تھا کہ

گویا وہ آپ کو لاثانی اور دوسرے کو مثل خاک پا اپنے کے سمجھتی ہے - بلا ایک لفظ یا نگاہ کے میرے پاس سے وہ ایسی گذر گئیں جیسے کہ مکروہ چیز سے کنارہ پکڑتے ہیں - اب جینا کے پاس جا کر بڑی نزاکت سے پوچھتی ہیں کہ تم کیسی ہو اور میں رکھتی ہوں کہ اچھی ہوگی - اس نے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی سے اب بہ نسبت سابق کے میں بہت اچھی ہوں اور مخصوص جب سے میرے پاس میری دوست مس بیلی آئی ہے تب سے تو میں اپنی بیماری کو ہی بالکل بھول گئی - سچ - اس وقت یہہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ اس نے بڑی تعجب آمیز نگاہ سے میری طرف دیکھ کر کہا - ہاں - یہہ ہی شخص ہے کہ جسکو تمہارے والد نے تمہاری سہیلی کی جگہ نوکر رکھا ہے - اتنا کہہ کے وہ جینا کے پاس بیٹھ گئی - لیڈی سیمور کے طرز گفتگو اور چال ہی سے غرور اور بد دماغی پائی جاتی تھی - اس کے پاس بیٹھنا بھی مجھے بے آرامی کا باعث ہوا - پس میں تو اپنے کام کو جو اکثر رات کو کھانے کے بعد کیا کرتی تھی ہاتھ میں اوٹھا کر انگیٹھی کے پاس جا بیٹھی اتنے میں اودھر سے وہ دوسری بی بی بھی میرے پاس آ کے بیٹھ گئی - اور بڑی میٹھی اور نرم آواز سے مجھ سے پوچھنے لگی کہ تمکو یہاں آئے کتنی مدت ہوئی - اور یہہ جگہ تمکو پسند ہے یا نہیں - میں نے اس کی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھا - یہہ تو ضرور تھا کہ اس کا چہرہ بہت حسین نہ تھا لیکن اسمیں ایک شیرینی اور نمکینی - حلیمی اور صفائی ایسی ظاہر تھی کہ ہر ایک اسکی طرف راغب ہوتا تھا - اور اس کے چہرہ پر ایسا خوش نما خال و خط تھا کہ اوسے کوئی بد صورت نہیں کہہ سکتا تھا - میں نے اُس کے سوالات





نے یہی سوال کیا۔ اُس نے ناک بھوں چڑھائی اور کہا کہ خاموش صاحب جایئے۔ مبادا ہم پر شبہ ہو۔ کہ ہم رعایا سے ساز رکھتے ہیں۔ یہہ جواب صاف بتا رہے تھے کہ سپاہی لوگ خود بھی اِس ڈیوٹی کو جو اُن کے ذمہ لگائی گئی ہے نہایت خطرناک اور قابل نفرت کرتے ہیں۔ ہم سپاہی کو لالہ ہنسراج۔ لالہ امولک رام لالہ گورداس رام کے گھروں کی تلاشی لیگئی یہ گویا ....

...... نہیں رہ سکتی۔ (منقول از ہندوستان)

(نوٹ) چونکہ اِس ہفتہ راولپنڈی کا دردناک واقعہ بہ تفصیل درج ہے اِس لئے بعض اصحاب کے مضامین درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ نامہ نگاران معذور رکھیں۔ ایڈیٹر

مُراسلات

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں لودیانہ مہربانی کرکے ذیل کے مضمون کو درج اخبار فرماکر کے ممنون فرمادیں قبل ازیں بیتے آوازہ امن سلامتی کا پہرہ لکھا تھا اِس پر بھی آپ کی اخبار میں ریویو لکھا گیا تھا

امن اور سلامتی کا پہرہ

(۱) اے ہند کے بیٹو اگرچہ پہاڑوں اور پانیوں سے تمیز ہوکے سرزمین ہند نے ایک ہی ملک کی صورت قبول کی ہے مگر کبھی بھی یہہ کسی ایک ہی قوم کا گھر نہیں تھا اور نہ ہی ہے۔

(۲) وقت کی روشنی جو حاکم قوم کی بدولت پیدا ہوئی اور موجودہ طریق حکومت سے قومیت اور آزادی کے معنوں کی لفظی جہات پڑھی تو تم میں سے بعض کچھ پڑھے ہوئے بے ساختہ بڑاتے ہوئے اِس طرح رونے کہ اِس بارہ میں اپنے محسن استاد قوم اور قیصر کی حضور دیندار ٹھہرے۔

(۳) حتےٰ کہ بعض کوتاہ اندیش ناحق شناسوں نے اپنے مذہب اور قانون شاہی کی طرف سے آنکھ بند کرکے راولپنڈی میں شاہی قوم کے عبادت خانہ یعنی گرجا گھر میں آگ لگا دینے کی بے ادبی پر جارت کی۔

(۴) کیا تم ابھی ایک دوسرے کی بے جا نیتوں سے نہیں رو رہے کہ مسلمانوں نے صدہا مندروں کو برباد کرکے مسجدوں میں تبدیل کر ڈالا اور قابو پایا تو ہندوؤں نے اِس کا بدلہ لینے میں بھی یہی قابل تعرض کارروائی کی۔

(۵) دیکھو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ان سب گھروں کا ایک ہی خدا یقین کرنے والی شاہی قوم نے کیا کیا کہ لاہور گورنمنٹ کالج کے متصل میکلوڈ صاحب سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کا بنوایا ہوا گرجا گھر ہندوؤں اور مسلمان طالب علموں کے کھیل کود کے واسطے خالی کر دیا۔

(۶) کیا تم ان تمام گھروں کا مالک ایک ہی خدا تسلیم کرتے ہوئے شرماتے ہو اور تم میں یہہ روح ہے کہ غالب ہوکے اپنا مندر یا مسجد عیسائی اور مسلمان اور ہندو اور عیسائی طلبا کے واسطے چھوڑ دو ہرگز نہیں۔

(۷) اے ہندو مسلمان لکچرار اور ایڈیٹر صاحبان تم میں سے بعض جو موجودہ ملکی حقوق و فرائض میں ٹھوکر کھاتے ہوئے شاہی ادب اور اخلاق کا خون کر دینے میں نہیں شرماتے تمہارے عہد اور اختیار میں یہہ جرأت اور برداشت موجود اور حاصل تھی اور تمہارے دین اور دھرم کے رو سے جس پر تم ناز کرتے ہوئے نہیں رکتے اپنے شہنشاہ قیصر ہند اور شاہی قوم کی نسبت ایسا طریق جائز ہے۔

(۸) اے جرأت اور برداشت کا پاک چشمہ کون ہے اِس قوم کی مذہبی تعلیم اور طریق حکومت

(۹) سو تم سب الکاس اور پاتال کی فکر نہ کرتے ہوئے پہلے گھر کی کھڑکی باندھو اور اِس بارہ میں انسانی ایمان کی حدود سے باہر نہ نکلو۔

(۱۰) میرا لکھا ہوا مفصل آوازہ امن اور سلامتی کا پہرہ مطبوعہ مطبع حافظ آبادی پریس لاہور جو سنہ ۱۹۰۲ء میں بموقعہ تخت نشینی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند شائع ہوا تھا ملاحظہ طلب ہے

الراقم

باوا دھنپت رائے قصور پنجاب

تازیانہ

اے مسلمانان دہلی اگر تم میں کچھ سچائی کی ذرا بھی غیرت ہے تو چلو بھر پانی میں اپنی ناک ضرور ہی ڈبو لو۔

۹ ر تاریخ مارچ روز پنجشنبہ بوقت چار بجے دن کے جو جلسہ مسجد عیدگاہ میں دربارہ محصول غلہ و گوشت باتفاق مسلمانان و ہنود صاحبان شہر دہلی منعقد ہوا تھا مجھے اُس پر مفصلہ ذیل اعتراض ہے۔

کہ جو ممبر نماز کے لئے بنایا گیا ہے اُس پر صاحبان ہنود کھڑے ہوکر محصول غلہ و گوشت وغیرہ کی بابت لکچر دیں شرم! شرم!! شرم!!!

اے حضرات اہل اسلام قرآن شریف کی سورہ توبہ رکوع چہارم کی یہہ آیت اِتنے مجمع کثیر جم غفیر میں کسیکو بھی یاد نہ آئی۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ۔ قرآن شریف کھول کر اِس آیت کا ترجمہ دیکھئے کہ مشرک ناپاک ہیں۔ ایک تو مسجد دوسرے مقام ممبر تیسرے مجمع اہل اسلام کا تالیاں بجانا آپ ہی پر انصاف ہے کہ اِس شل کے سود آپ ہوئے یا نہیں

ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

۵

صادق ہوں اپنے قول میں حافظ خدا گواہ
کہتا ہوں سچ ہے جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
راقم حافظ احمد مسیح واعظ ایس پی جی مشن دہلی

رسید زر

مسٹر جے سنگھ	۱۹۰۷ء	۱۲؍
مسٹر ایچ مین گیا	۱۹۰۶ء	صہ؍
ڈاکٹر ایم جے۔ کارلیٹن		عہ
پادری ووہادل	۱۹۰۷ء	گا؍
مسٹر فیروزالدین	"	گا؍
مس ای شیلڈن		۱۸؍
مسٹر وارث الدین	"	گا؍
ڈاکٹر ایف وی ٹامس اشتہار		۸؍

اشتہارات

دولتمندی کیونکر حاصل ہوتی ہے

یورپ امریکہ و جرمنی کے اسم کروڑپتیوں کو دولتمند ہونے کا راز خود انکی زبانی و دیگر مفید دستکاریاں جو ایک کتاب میں درج ہیں کہ جسکا صفحہ کلاں نام مفید روزگار قیمت معہ محصول دس آنے اگر اشتہار کے موافق نہو تو دام واپس۔
المشتہر۔ ایم محمد شفیع کاتب مشن پریس لودیانہ پنجاب

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانوں میں ہندی مسیحی کارندوں کے خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی فوری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے			گا	سالانہ
اگر تنخواہ	پچاس	روپیہ سے کم ہو	۱۲؍	"
"	پچیس	" "	عہ	"
"	پندرہ	" "	۱۲؍	"
	ادنیٰ ترین نرخ		۱۲؍	"

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر

پروفیسر پی ایچ ایڈورڈز الہ آباد

پرسبیٹیرین بیواؤں ویتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۵۳ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہو چکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۵۶ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہ رقم اُس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کئی اور اس قسم کے فنڈوں سے بہت ارزاں ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو پیرانہ سالی میں اور مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے

المشتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے فنچنگ کالج نولکھا لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱۲؍ معہ ضمیمہ گا
" " معہ محصولڈاک " گا؍ " ۱۲؍

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	گا	۱۲؍	ے
چوتھائی کالم	۱۲؍	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	۱۲عہ
پورا کالم	عہ	۱۲عہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲؍ مابعد کے تکرار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول ۱۲
" " " " معہ محصول ۱۲
" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۸

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرہ کا سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار خریدتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے ؛

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ آہلوو الیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا بھی کہتے ہیں۔ جلن لو کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں اس لئے ہر کسی کو اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے ؛

راقم ڈاکٹر ایچ بی سانگلی صاحب بہادر ایم ڈی۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرت سر ؛

(۲) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا آنکھوں کی بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے آنکھوں کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے در حقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے لئے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی ؛

راقم آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر یو سی۔ ایس سابق ڈسٹرکٹ جج قسمت جالندھر کونسل گورنر جنرل ہند ؛

(۳) جناب سردار صاحب تسلیم میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ کمزوری چشم کے لئے بہت مفید ہے میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔

راقم میاں خورشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم بھوپال

(۴) لکم بندہ تسلیم۔ میں آپکے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہوں حقیقت میں جیسا آپ نے اشتہار میں لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے میں نے چشمہ کا لگانا بالکل چھوڑ دیا۔ اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہوں۔

راقم راو حاکم گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوہڑی گران ؛

(۵) میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ؛

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی مطلب کے لئے ۱۵ مارچ ۱۹۰۹ء سے جمع کیا گیا ہے ؛

بادری اپچ گولک ناتھ صاحب بی اے اڈیٹر و مینجر نور افشان ساکن پہلور کے لئے لودیانہ مشن میٹیم پریس میں زیر اہتمام وائیلی ہڈرس کے چھپا